لڑکی والوں کی طرف سے مطالبات درست نہیں

(فرمودہ ۲۷- مارچ ۱۹۳۱ء)

۲۷- مارچ ۱۹۳۱ء بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا :

خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں ایک نکاح لے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں لیکن ساتھ ہی اس امر کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رسمیں خواہ کسی رنگ میں ہوں بری ہوتی ہیں- اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں نے اگر بعض رسمیں مٹائی ہیں تو دوسری شکل میں بعض اختیار کرلی ہیں-

نکاحوں کے موقع پر پہلے تو گھروں میں فیصلہ کرلیا جاتا تھا کہ اتنے زیور اور کپڑے لئے جائیں گے پھر آہستہ آہستہ ایسی شرائط تحریروں میں آنے لگیں پھر میرے سامنے بھی پیش ہونے لگیں- شریعت نے صرف مہر مقرر کیا ہے اس کے علاوہ لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے اور لڑکی بیچنے کے سوا اس کے اور کوئی معنے میری سمجھ میں نہیں آئے- یہ خاوند کا کام ہے کہ اپنی بیوی کے لئے جو تحائف مناسب سمجھے لائے اسے مجبور کرکے تحائف لینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کو گردن سے پکڑے اور اس کے منہ پر مکا مار کر کہے مجھے چومو- وہ بھی کوئی پیار ہے جو مار کر کرایا جائے- اسی طرح وہ کیا تحفہ ہے جو مجبور کرکے اور یہ کہہ کر اگر یہ چیزیں نہ دو گے تو لڑکی نہیں دی جائے گی وصول کیا جائے- یہ تحفہ نہیں بلکہ جرمانہ ہوگا جس سے محبت نہیں بڑھ سکتی-

میں آئندہ کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے علم ہو گیا کہ کسی نکاح کے لئے زیور اور کپڑے کی شرائط لگائی گئی ہیں یا لڑکی والوں نے ایسی تحریک بھی کی ہے تو ایسے نکاح کا اعلان میں نہیں کروں گا۔ اگر تم نے واقع میں اسلام قبول کیا ہے اور اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہو تو اصلاح کی صحیح صورت اختیار کرو۔ ایک طرف سے غلاظت پونچھ کر دوسری طرف لگا لینا صفائی نہیں۔

فضول رسمیں قوم کی گردن میں زنجیریں اور طوق ہوتے ہیں جو اسے ذلت اور ادبار کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں اسلام ان سے منع کرتا اور اعتدال سکھاتا ہے۔ اور جہاں ان لوگوں کے خلاف اظہار نفرت و حقارت کرتا ہے جو اپنی بیوی کے لئے کسی قسم کا ہدیہ لانا ناجائز سمجھتے ہیں کیونکہ ہدیہ و داد اور محبت کے ازدیاد کا ذریعہ ہوتا ہے وہاں ان کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو مجبور کر کے ہدایا اور تحائف وصول کرتے ہیں۔ اگر یہ ناجائز ہے کہ شادی کے تحائف اور ہدایا رد کر دیئے جائیں اور ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے تو یہ بھی ناجائز ہے کہ کسی کو مجبور کیا جائے کہ ضرور تحائف دو۔ یہ دونوں باتیں شریعت کے خلاف ہیں۔ اسلامی امت وسطیٰ امت ہے جسے ہر بات میں درمیانہ طریق اختیار کرنے کا حکم ہے۔

غریب آدمی آہستہ آہستہ مہر تو ادا کر سکتا ہے مگر زیور اور کپڑے کے لئے اسے ضرور قرض لینا پڑے گا۔ اگر یہ رسم جاری ہو گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو لوگ لڑکیوں کو گھروں میں بٹھانے پر مجبور ہوں گے جس سے ان کی اخلاقی حالت کے خراب ہونے کا خطرہ ہو گا یا پھر قرض اٹھانے کی وجہ سے جماعت کی تمدنی حالت بگڑ جائے گی۔ اس سے زیادہ بیوقوف کون ہو سکتا ہے جو اپنی لڑکی مقروض خاوند کو دیتا ہے جو خاوند رات دن اسی غم میں گھلتا رہتا ہے کہ قرض کس طرح ادا ہو وہ بیوی کو کیا آرام و آسائش پہنچا سکتا ہے۔ پھر خون جگر پینے والے کی اولاد بھی منحنی، کمزور، کم ہمت اور دائم المریض ہوگی۔ شریعت چاہتی ہے کہ ہر انسان آزاد ہو اور مقروض آزاد نہیں ہوتا اس کے اندر جرأت اور دلیری نہیں ہوتی جب اور کہیں سے قرض نہ ملے تو ہندوؤں کے پاس جانا پڑے گا اور سودی قرضہ لینا پڑے گا۔ شاید کوئی کہہ دے مالدار لوگ بھی تو ہوتے ہیں مگر مالدار کے لئے شریعت نے اس کی حیثیت کے مطابق مہر رکھا ہے باقی زیور اور کپڑے وغیرہ محبت کے لئے ہیں تو خاوند اپنی مرضی سے خود دے گا لیکن مجبور کرنے سے محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ بغیر اشارہ کے اپنی خوشی سے خواہ کوئی دس کروڑ کی مالیت کے تحائف لے آئے لیکن جب فیصلہ کیا جائے کہ اتنا زیور اور کپڑا ضرور لاؤ تو یہ سودا ہے جس سے

خوشی و انبساط نہیں بلکہ جھگڑا پیدا ہو گا۔ پس آئندہ ہماری جماعت میں اس قسم کی باتیں قطعاً نہیں ہونی چاہئیں۔

پہلا اعلان تو ابھی میں یہی کرتا ہوں کہ اگر لڑکی والوں کی طرف سے زیور یا کپڑے کے لئے اشارۃً بھی تحریک کی گئی تو میں ایسے نکاح کا اعلان ہرگز نہیں کروں گا بشرطیکہ مجھے علم ہو جائے۔ ہاں اگر علم نہ ہوا تو اور بات ہے۔ اگر اس سے بھی یہ سلسلہ بند نہ ہوا اور رسم جاری رہی تو اسے روکنے کے لئے اور کوئی مناسب قدم اٹھاؤں گا۔ مہر شریعت کے مطابق ضرور رکھو اور اتنا رکھو جو خاوند کو تکلیف میں نہ ڈالے۔ اس کے بعد اس کی مرضی پر چھوڑ دو کہ بطور تحفہ جو کچھ مناسب سمجھے خواہ زیور اور کپڑے ہزاروں لاکھوں کے لے آئے اور خواہ ایک پیسہ کے بھی نہ لائے۔ اگر اسے محبت ہوگی تو وہ خود بخود بطور تحفہ اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ لائے گا۔ کیونکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے [۲] اور دنیا میں کون ایسا عقلمند ہے جو یہ نہ چاہے کہ بیوی سے محبت ہو۔ اگر دونوں میں محبت نہ ہوگی تو اسے خود کس طرح آرام کی توقع ہو سکتی ہے جو خوشی سے لانے کے لئے تیار نہیں وہ بخیل ہے۔ اور بخیل پر جبر کر کے اس سے مال خرچ کرایا جائے تو وہ اور زیادہ رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ پس جسے توفیق اور استطاعت ہے اور ساتھ شوق بھی وہ خود کچھ نہ کچھ لائے گا اور جس کے پاس تو ہے مگر شوق نہیں اسے مجبور کر کے کچھ لینا فساد کی بنیاد ڈالنا ہے پھر جسے توفیق اور استطاعت ہی نہیں اور جس کے پاس مال نہیں اسے خواہ مخواہ مقروض کرنا اور تکلیف میں ڈالنا نادانی ہے اس سے اپنی لڑکی کو بھی آرام نہیں مل سکے گا۔

(الفضل ۷۔ اپریل ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

[۱] فریقین کا الفضل سے تعین نہیں ہو سکا۔

[۲] مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی المهاجرة